نبیلہ عزیز

رقصِ بسمل

مادرا مرتضیٰ' عافیہ بیگم کی اکلوتی بیٹی ہے۔ فارہ کے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ عافیہ بیگم اس کا اپنی سہیلیوں سے زیادہ ملنا جلنا پسند نہیں کرتیں۔ اس کے علاوہ بھی اس پر بہت ساری پابندیاں لگاتی ہیں جبکہ مادرا خود اعتماد اور اچھی لڑکی ہے۔ عافیہ بیگم اکثر اس سے ناراض رہتی ہیں۔ البتہ بی گل اس کی حمایتی ہیں۔

فارہ اپنی ثمینہ خالہ کے بیٹے آفاق یزدانی سے منسوب ہے۔ دو سال پہلے یہ نسبت آفاق کی پسند سے ٹھہرائی گئی تھی مگر اب وہ فارہ سے قطعی لاتعلق ہے۔

منزہ' ثمینہ اور نیرہ کے بھائی رضا حیدر کے دو بچے ہیں۔ تیمور حیدر اور عزت حیدر۔ تیمور حیدر بزنس مین ہے اور بے حد شان دار پرسنالٹی کا مالک ہے۔ ولید رحمٰن اس کا بیسٹ فرینڈ ہے۔ اس سے حیثیت میں کم ہے مگر دونوں کے درمیان اسٹیٹس حائل نہیں ہے۔ نیرہ کے بیٹے سے فارہ کی بہن حمنہ بیاہی ہوئی ہے۔

عزت اپنی آنکھوں سے یونیورسٹی میں بم دھماکا ہوتے دیکھ کر اپنے حواس کھو دیتی ہے۔ ولید اسے دیکھ کر اس کی جانب لپکتا ہے اور اسے سنبھال کر تیمور کو فون کرتا ہے۔ تیمور اسے اسپتال لے جاتا ہے۔ عزت کے ساتھ یہ حادثاتی ملاقات ولید اور عزت کو ایک خوشگوار حصار میں باندھ دیتی ہے۔ تاہم عزت کھل کر اس کا اظہار کر دیتی ہے۔ ولید ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔

آفاق فون کر کے فارہ سے شادی کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ فارہ روتی ہے۔ اشتیاق یزدانی' آفاق سے حد درجے خفا ہو کر اس سے بات چیت بند کر دیتے ہیں۔ آفاق مجبور ہو کر شادی پر راضی ہو جاتا ہے۔ فارہ دل سے خوش نہیں ہو پاتی۔ رضا حیدر' تیمور کو فارہ کی شادی کے سلسلے میں فیصل آباد بھیجتے ہیں۔ فارہ اپنی تاریخ میں مادرا کو بصد اصرار مدعو کرتی ہے۔

چوبیسویں قسط





"ولید۔۔۔!" ڈاکٹر شاہنواز نے اسے چپ دیکھ کر آواز دی۔
"ہوں۔۔۔؟" وہ یک دم اپنی سوچ کی گہرائی سے چونکا۔
"کیا ہوا۔۔۔؟" ڈاکٹر شاہنواز نے نرمی سے مسکراتے ہوئے استفسار کیا۔
"بس۔۔۔ سوچ رہا ہوں کہ زندگی بھی کیسے کیسے کھیل کھیلتی ہے انسان کے ساتھ۔۔۔ اور انسان کتنا بے بس اور مجبور ہو جاتا ہے۔" ولید نے کہتے ہوئے تاسف سے سر جھٹکا۔
"کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔۔۔؟" ڈاکٹر شاہنواز نے اس کا اتنا دکھ اور تاسف نوٹ کرتے ہوئے پوچھا۔
"جی ہاں۔۔۔ جانتا ہوں۔۔۔ اور بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔ میرے دوست تیمور حیدر اور آفاق یزدانی کزن ہیں دونوں۔۔۔"

ولید کی ٹیون بدل چکی تھی، تھوڑی دیر پہلے وہ کافی فریش تھا مگر آفاق یزدانی کے بارے میں انکشاف ہوتے ہی ساری شوخی اور شرارت بجھ کے رہ گئی تھی۔
"اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ تو یہ بات ہے؟ لیکن پلیز اس کی بیماری اس کے گھر والوں سے شیئر کرنے سے تھوڑا پرہیز کیجیے گا۔۔۔ ورنہ وہ اور ٹینشن میں آجائے گا۔"
ڈاکٹر شاہنواز کو آفاق یزدانی کی فکر آفاق یزدانی سے بھی زیادہ تھی۔
"ڈونٹ وری۔۔۔! ایسا کچھ نہیں ہوگا، لیکن جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ اچھا نہیں ہے۔ کم از کم اس کی وائف کو تو اس معاملے کا پتا ہونا چاہیے نا؟ اسے مکمل ٹریٹ منٹ کروانی چاہیے۔" ولید کو بھی اچھی خاصی تشویش لاحق ہو چکی تھی۔
"اس کی بیماری کا اب ایک ہی حل ہے۔۔۔ آپریشن۔۔۔ اور وہ ہے کہ آپریشن پہ آمادہ ہی نہیں ہو رہا۔ وہ کہتا ہے میں اپنے بیمار باپ اور اپنی وائف کو یہاں چھوڑ کر اکیلا آپریشن کے لیے امریکا نہیں جا سکتا۔"
ڈاکٹر شاہنواز گویا ہر حربہ آزما چکے تھے اس کو منانے کے لیے۔
"کیوں؟ اکیلا کیوں۔۔۔؟ اپنی وائف کو ساتھ لے جائے۔" ولید کو حیرت ہو رہی تھی، وہ آفاق کے مسئلے پہ الجھ رہا تھا اور اپنا کام بھول چکا تھا۔
"وہ تو ہے لیکن اس کی وائف پریگننٹ ہے۔ وہ اس حال میں نہ تو اسے اپنے بارے میں بتا سکتا ہے اور نہ ہی اسے اپنے ساتھ لے کر جا سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں رسک ہے اور ادھر وہ خود ہے کہ دن بہ دن اس کی کنڈیشن سیریس ہوتی جا رہی ہے۔ وہ بھی اس کی لاپروائی کی وجہ سے۔"
ڈاکٹر شاہنواز بھی اس کیس کو خاصا سنجیدگی سے لے رہے تھے اسی لیے اس طرح ڈسکس کر رہے تھے۔
"ہوں۔۔۔! میرا خیال ہے کہ کچھ کرنا پڑے گا اس کے لیے بھی۔۔۔؟" ولید زیر لب بولا۔
"کیا مطلب۔۔۔؟" ڈاکٹر شاہنواز نے بے ساختہ سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
"کچھ سوچتے ہیں ابھی تو۔۔۔" ولید نے اک گہری سانس خارج کرتے ہوئے سر جھٹکا۔ اور ڈاکٹر شاہنواز بھی محض سر ہلا کر رہ گئے۔



ماورا اپنے بیڈ پہ منہ، سر لپیٹے صبح سے پڑی تھی۔
نہ عافیہ بیگم نے اسے اٹھانے کی کوشش کی تھی نہ ہی گل نے۔ لیکن اب باہر بجی ڈور بیل نے اسے ڈسٹرب کر دیا تھا۔

پہلے تو وہ یونہی پڑی رہی مگر جب بیل کے جواب میں کوئی رسپانس محسوس نہ ہوا تو وہ چادر پیچھے ہٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور انتہائی بیزاری سے آکر دروازہ کھولا

"السلام علیکم۔!" دروازہ پر تیمور کی آواز سن کر وہ بُری طرح سٹپٹا گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس وقت دروازے پہ تیمور حیدر ہو گا۔

"ہیلو۔؟" تیمور نے متوجہ کرنے کی کوشش کی۔

"ہوں۔ہاں۔؟" وہ چونک کر بولی۔

"راستہ نہیں دیں گی؟" وہ اس کو یونہی دروازے کے بیچوں بیچ سر جھاڑ منہ پھاڑ کھڑے دیکھ کر بول ہی پڑا تھا۔

"ہوں۔! آیئے۔" وہ کھوئے کھوئے سے انداز سے کہتی سامنے سے ہٹ گئی۔

"آنٹی اور بی گل گھر پہ ہیں۔؟" تیمور نے اندر داخل ہوتے ہی پہلے سوال ہی کیا تھا۔

"جی۔! میرا خیال ہے کہ گھر پہ ہی ہیں۔" وہ اپنا دوپٹا درست کرتی یونہی ننگے پاؤں واپس پلٹی تھی اور تیمور اس کی پشت پر نظر ڈالتے ہوئے بے ساختہ مسکراہٹ دبا گیا تھا۔ کیونکہ وہ جب بھی اچانک آیا تھا اسے وہ بہت ہی عام حلیے میں نظر آئی تھی۔ اور اس کا یہ عام سا حلیہ تیمور کو بڑا دلچسپ لگتا تھا۔ بہت اٹریکٹ کرتا تھا اسے۔

"بیٹھیے۔! میں بلاتی ہوں۔" ڈرائنگ روم کے قریب آکر وہ رک گئی اور تیمور کو بیٹھنے کا کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

اور تیمور لاپروائی سے کندھے اچکا کر اندر آگیا اور ڈرائنگ روم میں ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا اور ٹیبل پہ رکھا میگزین اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ ماورا کس حلیے اور کس حالت میں اندر گئی ہے۔ اس لیے واپسی میں اب اسے ٹائم لگے گا۔

✡ ✡ ✡

عافیہ بیگم جاء نماز پر بیٹھی عصر کی نماز کے بعد دُعا مانگ رہی تھیں جب ماورا نے دروازے پہ دستک دی۔

"امی۔!" وہ دستک کے بعد خود بھی اندر آگئی۔

عافیہ بیگم نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

"امی۔! تیمور حیدر آیا ہے۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

ماورا کو مجبوراً انہیں متوجہ کرنا ہی پڑا تھا انہوں نے چونک کر گردن موڑی تھی۔

"کیوں آیا ہے وہ۔!" انہوں نے بڑے تیز لہجے میں پوچھا۔

"آئم سوری! مجھے کیا پتا کہ وہ کیوں آیا ہے۔ آپ خود پوچھ لیں۔" وہ بہت لاپرواہ سے انداز سے کہہ کر پیچھے ہٹ گئی تھی اور عافیہ بیگم جلدی جلدی چہرے پہ ہاتھ پھیر کے جائے نماز سے اٹھ گئیں۔

اور اسی طرح دوپٹہ لیتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آگئی تھیں۔

"السلام علیکم آنٹی۔!" تیمور انہیں دیکھتے ہی میگزین چھوڑ کر یکدم کھڑا ہو گیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔" عافیہ بیگم نے بہت ہی نپے تلے سے انداز میں جواب دیا۔

"کیسی ہیں۔؟" تیمور بہت ہی احترام سے پوچھ رہا تھا۔

"بیٹھیے۔!" عافیہ بیگم نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کا کہا تھا۔

"تھینک یو۔!" وہ ان کی بیزاری اور سرد مہری شاید محسوس ہی نہیں کر سکا تھا۔ یا پھر جان بوجھ کر نظر انداز کر گیا تھا۔ جو بھی تھا مگر پھر بھی وہ مطمئن ہی تھا۔

"بی گل کہاں ہیں۔؟" اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے استفسار کیا۔

"ارے میں نے کہاں ہونا ہے میرے بچے؟ نماز پڑھ رہی تھی۔" بی گل تسبیح ہاتھ میں لیے اس کی آواز سن کر ڈرائنگ روم میں ہی آ گئی تھیں۔

"السلام علیکم۔" تیمور نے آگے بڑھ کے انہیں سہارا دیتے ہوئے تھام لیا تھا اور اپنے ساتھ ہی صوفے پہ لے آیا تھا ان کو۔

"جیتے رہو۔ اللہ عمر دراز کرے۔" انہوں نے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے اسے دعاؤں سے نوازا

"ماورا۔! کہاں ہو بیٹا۔؟" بی گل کو سنبھلتے ہی اس کی خاطر مدارات کا خیال آیا تھا۔

"نہیں بی گل۔! کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں بس آپ لوگوں سے ضروری بات کرنے آیا ہوں۔ ماورا کی ضرورت نہیں ہے یہاں۔"

تیمور نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا اور عافیہ بیگم کے ساتھ ساتھ باہر دیوار سے لگ کے کھڑی تیمور کی آواز سنتی ماورا کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔

ایسی کون سی بات ہے؟ جس کے لیے میری بھی ضرورت نہیں ہے۔؟ ماورا سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"آنٹی۔ آپ بھی بیٹھیے ناں؟" تیمور نے ہنوز ایک ہی جگہ پر کھڑی عافیہ بیگم کو دوبارہ۔۔ متوجہ کیا تھا۔

"ہوں!" عافیہ بیگم چونکتے ہوئے بولیں اور سر ہلا کر صوفے پہ بیٹھ گئیں۔

"دیکھیے آنٹی۔! ماورا آپ کی بیٹی ہے۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ میں ماورا کا ہاتھ آپ سے مانگوں۔ کیونکہ جو حق اور جو اختیار آپ کا ہے وہ کسی اور کا نہیں ہے۔ میرے گھر والے مانیں یا نہ مانیں۔ بس آپ مان جائیں۔ میں سمجھوں گا کہ پوری دنیا مان گئی۔ مجھے اور کسی کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔ بس آپ میرے ہاتھ میں ماورا کا ہاتھ دے دیں۔"

تیمور نے بڑے ہی سلیقے اور سبھاؤ سے ان سے بات کی تھی اور ماورا کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا جبکہ عافیہ بیگم تو چپ کی چپ رہ گئی تھیں۔

"آنٹی۔! آپ چپ کیوں ہیں۔؟ میں آپ کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا رہا ہوں۔ آپ سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ ماورا میری زندگی ہے۔ میری محبت ہے اور میں اپنی محبت اور اپنی زندگی کے سامنے بے بس ہوں، ہر طرح سے بے بس ہوں۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مجھے بس اس کی ضرورت ہے اور کسی چیز کی نہیں۔ جو وہ چاہے گی میں وہی کروں گا۔ میں اس کی ہر خواہش ہر ضد پوری کرنے کے لیے تیار ہوں، بس وہ مل جائے مجھے۔ میں اسے ہر خوشی دوں گا، ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ آپ کو شکایت کا موقع بھی نہیں دوں گا۔ بس آپ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیں۔"

تیمور نے بھرپور التجا کی تھی اور ماورا باہر کھڑے کھڑے ریت کے بت کی طرح ڈھے جا رہی تھی۔

"کیا وہ خوش ہے اس رشتے سے۔؟" عافیہ بیگم نے بیٹی کے بارے میں جاننا چاہا

"وہ خوش ہے یا نہیں ہے لیکن میں اسے خوش رکھ لوں گا۔ میں زمانے بھر کی خوشیاں اس کے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا۔ وہ ہمیشہ خوش رہے گی۔" تیمور نے یقین دلانے کی کوشش کی

"اگر وہ خوش نہ رہی تو۔؟" عافیہ بیگم کا سوال خاصا عجیب تھا۔

"تو میں عمر بھر کے لیے خوشیوں سے منہ موڑ لوں گا۔" تیمور کا جواب بھی کچھ کم نہیں تھا۔ چند لمحوں کے لیے وہاں خاموشی چھا گئی تھی اور بی گل نے تسبیح کے دانے گراتے ہوئے نظریں اٹھا کر عافیہ بیگم کی طرف دیکھا۔

"مگر میرا خیال ہے کہ اگر آپ کے پیرنٹس اس رشتے سے خوش نہیں ہیں تو آپ بھی پیچھے ہٹ جائیں۔"

"اس طرح کی شادیاں کبھی کامیاب نہیں ہوتیں۔" عافیہ بیگم نے بھی اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی اور

تیمور نرمی سے مسکرا دیا تھا۔

"آنٹی... اب پیچھے ہٹنے کے لیے بھی میرے پاس راستہ نہیں ہے... میں تو پیچھے ہٹنے کے خیال سے بھی دور آ چکا ہوں... میں سب تیاری کر چکا ہوں... مجھے بس آپ کی ہاں کی ضرورت ہے۔"

تیمور نے ایک بار پھر التجا کی تھی۔ عافیہ بیگم نے نیل گل کی طرف دیکھا' وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھیں۔

پھر انہوں نے چند لمحوں کے لیے سوچا اور ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے جیسے فیصلہ کر ہی لیا تھا۔

"ٹھیک ہے' مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم شادی کر سکتے ہو۔"

عافیہ بیگم کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ماورا کے سر پہ بم گرانے کے لیے کافی تھے اور ایسا ہی کچھ نیل گل کے ساتھ بھی ہوا تھا' انہوں نے بھی ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر عافیہ بیگم کو دیکھا تھا۔ جبکہ تیمور کو تو ایسے لگا تھا جیسے کسی نے اسے ایک نئی زندگی بخش دی ہو۔ اس کے چہرے پہ خوشی کے کئی رنگ بکھر گئے تھے۔

"تھینک یو آنٹی... تھینک یو سو مچ..." تیمور کا دل خوشی سے ناچ اٹھا تھا۔

"کب کرنی ہے شادی..." ان کا اگلا سوال بھی ماورا کے لیے غیر متوقع تھا۔

"دو دن بعد... کیونکہ میری فیملی ایک شادی میں شرکت کے لیے دبئی جا رہی ہے۔ میری طرف سے تمام تیاری کمپلیٹ ہے۔ بس ماورا کے لیے شادی کی شاپنگ باقی ہے اور دو دن میں یہ شاپنگ بھی کمپلیٹ ہو جائے گی۔"

تیمور انہیں تفصیل سے بتا رہا تھا اور عافیہ بیگم سرد وسپاٹ سے انداز میں سب سن ہی رہی تھیں... تھوڑی دیر بعد وہ ان سے اجازت طلب کرتا ہوا... جیسے ہی باہر نکلا ڈرائنگ روم کے دروازے کے باہر کھڑی ماورا کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"آپ..." تیمور پہلے ٹھٹکا' پھر مسکرا دیا۔

"آج یقین ہو گیا ہے کہ ہمارے یہاں مشرقی لڑکیاں اپنی شادی کی باتیں ایسے ہی سنتی ہیں' چھپ چھپ کر دیواروں اور دروازوں کے پیچھے سے..." تیمور نے بڑے ذو معنی اور شرارت بھرے لہجے میں کہا تھا لیکن ماورا اس کی بات کو نظر انداز کرتی اس کے چہرے کو دیکھے گئی

اور تیمور کو اس لمحے اس کے اس طرح بے خود ہو کر دیکھنے پہ بڑا پیار آیا تھا' وہ عین اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"کیا دیکھ رہی ہیں؟" تیمور کی نظریں اب ڈائریکٹ اس کے چہرے پہ تھیں۔

"تیمور' آپ یہ شادی..." ماورا کے ہونٹ پھڑپھڑائے تھے۔

"انکار نہیں سنوں گا... اب جا کے تو ان ہونٹوں سے میرے لیے اقرار کے موتی پھسلنے والے ہیں... انکار بہت سنا... اب اقرار بھی سننے دو... اب تو حق بنتا ہے میرا... اتنا انتظار کیا ہے میں نے۔"

تیمور نے اس کے لرزتے ہونٹوں کی سمت دیکھا تھا جو مسلسل اک کشمکش میں نظر آ رہے تھے اور اس کی تیکھی آنکھیں اداسیوں سے بھری ہوئی تھیں۔

"تیمور آپ... کیوں..." ماورا نے پھر کوشش کی۔

"ماورا! اتنا یاد رکھو... اب میری زندگی تمہارے وجود سے ہے... تم ہو تو میں ہوں... تم نہیں ہو تو میں بھی نہیں ہوں۔" تیمور نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا تھا اور ماورا نے یکدم بے بس ہو کر پلکیں جھکالی تھیں۔

"چلتا ہوں... تھوڑی دیر اور رکا تو دل پہ اختیار نہیں رہے گا... اتنے عام سے حلیے میں بھی دل کو بہت خاص لگ رہی ہو۔" تیمور کے لہجے کی حدت ماورا کی ہتھیلیوں کو پگھلا گئی تھی اور اس نے سر بھی جھکا لیا تھا۔

"اللہ حافظ۔" تیمور کہہ کے آگے بڑھ گیا تھا اور ماورا وہیں فرش پہ بیٹھ گئی تھی۔ جیسے سچ مچ ہار گئی ہو... اور باقی

کچھ بھی نہ بچا ہو۔



"کہاں ہیں جناب!" تیمور نے پہلی کال ولید کو ہی کی تھی۔
"آپ کے ہجر میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔۔۔ اور کہاں ہونا ہے بھلا؟" ولید نے ایک طویل آہ بھری۔
"مارے مارے پھرنے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ ہم سے آکر مل جائیں۔" تیمور نے مشورہ دیا۔
"جی۔۔۔ ہم تو آکر مل جائیں۔۔۔ لیکن اب آپ سے ملنے پہ بھی لوگ شک کرتے ہیں۔" ولید بھلا کب لگی لپٹی رکھنے والا تھا۔
"آپ کو لوگوں کی فکر کب سے ہونے لگی ولید رحمٰن صاحب۔۔۔" تیمور گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس سے باتیں بھی جاری تھیں۔
"جب سے گھر بار والے ہوئے ہیں، فکروں میں پڑ گئے ہیں جناب۔" ولید نے ایک اور آہ بھری۔
"اچھا۔۔۔ اب ایک اور فکر کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔ اور جلدی پہنچو۔" تیمور نے حکم صادر کیا۔
"ہیں۔۔۔! ایک اور فکر۔۔۔" ولید تو تڑپ اٹھا تھا۔
"ہاں۔۔۔ مجھے اگلے دس منٹ میں میرے آفس میں ملو۔۔۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں۔" تیمور نے کہہ کے فون بند کر دیا تھا اور ولید فون کو گھورتا رہ گیا تھا۔



تیمور اپنی چیئر پہ بیٹھا چند اہم فائلز پہ سائن کر رہا تھا، جب ولید یک دم دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔
"ہاں بولو۔۔۔ کیا پرابلم ہے اب؟" اس نے آگے پیچھے دیکھے بغیر چھوٹتے ہی سوال کیا اور تیمور نے فائلز سے سر اٹھا کر گھور کر اسے دیکھا۔
"یہ کون سا طریقہ ہے پرابلم پوچھنے کا۔۔۔" وہ خفگی سے بولا۔
"میں جلدی میں ہوں۔" ولید نے کی چین گھماتے ہوئے کہا۔
"او کے۔۔۔ جاؤ۔۔۔ پہلے اپنی جلدی پوری کر لو۔۔۔ پھر آجانا۔" تیمور نے غصے سے کہا اور ولید بے ساختہ اپنی مسکراہٹ دباتا ہوا اس کے مقابل والی چیئر پہ بیٹھ گیا۔
"اب بتاؤ۔۔۔ کیا مسئلہ ہے۔" اب کی بار اس نے بڑے تحمل سے استفسار کیا۔
"عزت دبئی جا رہی ہے بابا جان کے ساتھ۔" تیمور نے جیسے بم پھوڑا تھا۔
"واٹ۔۔۔ دبئی۔۔۔" ولید کرسی پہ بیٹھا بیٹھا اچھل پڑا تھا اور تیمور کا ایک فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔
"اچھا۔۔۔ بڑا کرنٹ لگا ہے اب تو۔۔۔؟" تیمور نے بڑی دلچسپی سے کہا۔
"اوہ۔۔۔ تو بدلہ لے رہے ہو مجھ سے؟"
"بدلہ نہیں لے رہا۔۔۔ سچ بتا رہا ہوں۔۔۔ کل کی فلائٹ ہے ان کی۔" تیمور نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔
"تیمور۔۔۔ پلیز۔۔۔ بی سیریس۔۔۔" ولید کا تو برا حال تھا۔
"یار۔۔۔ سچ بتا رہا ہوں۔۔۔ بے شک عزت سے پوچھ لو۔" تیمور نے اسے یقین دلایا تھا اور ولید کے چہرے پہ بارہ بج گئے تھے۔
"مگر کیوں۔۔۔" اس نے مرے مرے لہجے میں پوچھا۔
"شادی میں شرکت کے لیے۔۔۔ لیکن پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ ایک ہفتے میں واپس آجائیں گے۔"

تیمور نے اسے جھٹکا دینے کے بعد اسے تسلی بھی دی تھی۔

"کیا یہ بتانے کے لیے بلایا تھا مجھے۔"

"نہیں۔۔۔" اس نے نفی میں سرہلایا۔

"تو پھر۔" ولید نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"تو پھر یہ کہ میں شادی کر رہا ہوں۔۔۔ دو دن بعد۔۔۔" ایک اور دھماکا۔۔۔ ولید ایک بار پھر اچھلا تھا۔

"واٹ۔۔۔؟شادی۔۔۔ دو دن بعد۔۔۔ مگر کس سے۔۔۔؟" ولید کو آج شاک پہ شاک لگ رہا تھا۔

"نادر امر تضیٰ سے۔۔۔" تیمور بہت مطمئن انداز سے بولا۔

"سچ۔۔۔!" ولید کو آج کسی بات پہ یقین ہی نہیں آرہا تھا۔

"تو کیا میں ہر بات جھوٹ بتا رہا ہوں۔" اب تیمور نے پھر اسے گھورا۔

"اوہ گاڈ۔۔۔!" ولید نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔

"کیا ہوا۔۔۔" تیمور مسکرایا۔

"نئے نئے انکشاف ہو رہے ہیں۔۔۔ دماغ ماؤف ہو گیا ہے۔"

"یار! میرا تو خیال تھا کہ تم میری شادی کا سن کر بھنگڑا ڈالو گے مگر مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ یوں سر پکڑ کر بیٹھ جاؤ گے۔" تیمور نے افسوس کا اظہار کیا۔

"بھنگڑا آج نہیں ڈالوں گا۔۔۔ بھنگڑا دو دن بعد ڈالوں گا۔۔۔ ویسے آپس کی بات ہے۔۔۔ کیا رخصتی بھی ہو گی؟" ولید کو اب ایک اہم خیال آیا تھا اور تیمور اس کے سوال پہ شرارت سے ہنس پڑا تھا۔

"آف کورس۔۔۔ اتنے پاپڑ کیوں بیل رہا ہوں بھلا؟"

"بڑے کمینے ہو۔" ولید نے دانت کچکچائے۔

"تم سے ذرا کم ہی ہوں۔۔۔ خیر یہ بتاؤ اب پروگرام کہاں سیٹ کرنا ہے؟ پہلے تو آفاق کے گھر میں سب ایزلی ہو گیا تھا مگر اب۔۔۔"

تیمور نے بات ادھوری چھوڑ دی، جبکہ ولید کا ذہن بھٹک کر آفاق کی طرف چلا گیا تھا۔

"آفاق کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" ولید نے سنجیدگی کے لبادے میں آتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ آفاق کے بارے میں کیا؟" تیمور چونکا۔

"آفاق یزدانی کے چھوٹے بھائی کو کیا ہوا تھا؟" ولید کی سنجیدگی حد سے زیادہ تھی۔

"اس کے دل میں سوراخ تھا۔ اس کی ڈیتھ ہو گئی۔" وہ پریشان ہو چکا تھا۔

"آفاق یزدانی کے دل میں بھی سوراخ ہے۔ وہ بھی لاسٹ اسٹیج پہ۔" ولید کا دیا ہوا شاک تیمور سے بھی زیادہ سنگین ثابت ہوا تھا۔ تیمور یکدم اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟ تمہیں کس نے بتایا؟" تیمور کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"ڈاکٹر شاہنواز نے۔۔۔ میری کل ان سے ایک میٹنگ تھی اور آفاق یزدانی بھی ان کے پاس ہی تھا۔ میں بھی سن کر پریشان ہوا۔۔۔ میں تمہارے پاس آنا چاہ رہا تھا، لیکن تم نے خود ہی بلا لیا۔"

ولید کا لہجہ متفکرانہ تھا اور تیمور چند لمحے کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)